سوال

(62)خواجہ حسن نظامی دہلوی کے سوالات علماء اہل حدیث سے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

خواجہ حسن نظامی دہلوی کے سوالات علماء اہل حدیث سے

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

خواجہ صاحب دہلوی نے مختلف فرقوں سے چند سوال کئے ہیں۔ مثلاً شعیوں سے قادیانیوں سے اور علمائے اہل حدیث سے خواجہ صاحب نے جو سوالات کیے ہیں۔ اہل حدیث کی طرف سے ان کے جوابات خواجہ صاحب کو غالباً معلوم ہوں گے۔ چونکہ مذہب اہل حدیث اور اسلام دو مترادف لفظ ہیں۔ اس لئے جواب سے پہلے تو ہماری گزارش یہی ہے۔

نئے لوگوں کی کیجئے آزمائش ضرورت کیا ہمارے امتحان کی

بہر حال خواجہ صاحب کے سوالات مع جوابات درج ذیل ہیں۔

سوال نمبر 1۔ کیا فرماتے ہیں جماعت اہل حدیث کے علماء کے جو مسلمان آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر چاروں اماموں میں سے ایک امام کی تقلید ان کے ایمان میں فتور پیدا کرتی ہے یا نہیں؟

جواب۔ نمبر 1۔ اس سوال کا جواب شمس العلماء سید نزیر حسین صاحب دہلوی المعروف میاں صاحب نے اپنی کتاب معیار الحق میں دیا ہوا ہے۔ مرحوم نے مسئلہ تقلید شخصی کو چند قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں سے ایک قسم مباح بتائی ہے۔ یعنی اس پر کوئی گناہ مرتب نہیں ہوسکتا۔ وہ یہ ہے کہ مقلد کسی امام کو محقق سمجھ کر ہمیشہ اس کی بات مانتا رہے۔ مگر اس تعین کو شرعی حکم نہ سمجھے بلکہ ایسے مقلد کو اگر اپنے امام کے قول کے خلاف کوئی حدیث معلوم ہوجائے تو فوراً اس کی طرف رجوع کرے۔ اپنے امام کی بات پر اصرار نہ کرے۔ مرحوم نے دوسری قسم کو حرام بتایا ہے۔ یہ وہ تقلید جس میں مقلد اس تعین کو حکم شرعی سمجھے۔ اس فتوے میں میاں صاحب مرحوم متفرد نہیں ہیں۔ بلکہ فقہاء حنفیہ بھی اس کے قائل ہیں۔ ردالمختار شامی شرح در مختار میں بالتصریح مذکور ہے۔ لیس علی الانسان التزام مذہب معین

(شامی مطبوعہ مصر جلد 1 ص 53) بس اس سوال کا جواب تقلید کرنے والوں پر موقوف ہے۔

سوال نمبر 2۔ جو مسلمان اہل حدیث کے عقائد واعمال سے الگ ہیں۔ اور کسی امام کی تقلید میں اس طرح ارکان اسلام کو ادا کرتے ہیں۔ جن میں جماعت اہل حدیث کے عقائد اور

اعمال کے مقابلہ میں کچھ فروعی فرق اور اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ تو ایسے مقلد مسلمانوں سے فراحمت کرنا ضروری ہے۔ یا نہیں ایسی حالت میں کہ وہ مقلد مسلمان غیر مقلد مسلمانوں کے عقائد اور اعمال کے خلاف کچھ نہ کہتا ہو۔

جواب نمبر2۔ اس کا جواب بھی پہلے سوال کے جواب میں آگیا ہے۔ تقلید کرنے والا پہلی دو قسموں میں سے جس قسم میں داخل ہوگا۔ ویسا ہی حکم اس پرلگے گا۔ فقہا حنفیہ نے تقلید شخص کے متعلق صاف لکھا ہے۔ کہ کوئی شخص کسی ایک امام کی تقلیداپنے اوپر لازم کرلے تو بھی یہ لازم نہیں ہوتی۔ (ردالمختار مصری جلد3 ص196)

سوال نمبر3۔ کیا علمائے اہل حدیث سیاسی معاملات میں اپنے عقائد کے اختلافات کا محدود رکھنا اور دوسرے فرقوں کے مسلمانوں سے متحد ہوجانا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں؟

جواب نمبر3۔ بے شک جائز سمجھتے ہیں۔ کیونکہ علمائے اہل حدیث ازروئے علم منطق جانتے ہیں۔ کہ انواع ممتازہ اپنی جنس اور جنس الاجناس میں ضرور شریک ہوئی ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ **الانسان والفرس والبقر ما ہم** کے جواب میں حیوان آتا ہے۔ اگر آپ چاہیں گے تو ہم ان علماء اہل حدیث کے نام بتا دیں گے۔ جو اس وقت بھی ہندوستان کی سیاسیات میں بلاتکلف شریک ہیں۔

خواجہ صاحب۔ ہم آپ کے سوالات سے فارغ ہوگئے ہیں اب ہمارا بھی سوال حل کر دیجئے۔ اگر آپ اسے حل کردیں گے تو ہم آپ کے بہت مشکور ہوں گے۔ پس توجہ سے سنیے۔ آپ جو اپنی تحریر میں جملہ ہولکھا کرتے ہیں۔ اس کے کیا معنی ہیں اس میں تو شک نہیں کہ ھوکی ضمیر اللہ کی طرف راجح ہے۔ اور الکل سے مراد کل کائنات ہے۔ پس ہمارا یہ سوال ہے کہ یہ کل افرادی ہے۔ یا مجموعی افرادی ہونے کی حالت میں کاینات میں سے ہر شے اسی ھوکی جو بتدا ہے خبربنے اس کی صورت میں اس کے معنی ہوں گے۔ ھو کل شئ جو بحکم حیوان عکس القضیہ یوں بولا جائے گا۔ کل شئ ھو مثلاً انسان۔ چڑیا۔ کوا۔ طوطا یینا وغیرہ میں سے ہر ایک اللہ کا مصداق ہوگا یعنی اللہ انسان سے چڑیا ہے۔ طوطا ہے اور یینا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس قول کے قائل کے نزدیک ہر ایک جانور طوطا یینا وغیرہ الہٰ (معبود) ٹھہرے گا۔ کیونکہ یہ ھو (بتدا) کی خبر ہے۔ کل کو مجموعی کہنے کی صورت میں یہ ترجمہ ہوگا۔ کہ کل کائنات کا مجموعہ مل ک معبود ہے۔ جس میں اس قول کا قائل بھی داخل ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ معبودیت میں وہ بھی حصہ دار ہے۔ آپ خود ہی فرمایئے کہ ان تشریحوں میں سے آپ کی مراد کونسی تشریح ہے۔ یاانکے علاوہ کوئی اور تشریح مراد ہے۔ ہم سے پوچھیں تو ہم اپنا عقیدہ مولانا رومؒ کے الفاظ میں پیش کیے دیتے ہیں۔ جو فرماتے ہیں۔

اے بروں ازدم ہم وقال ق قیل من ناک برفرق من وتمثیل من

اس مضمون کو آپ کے دیلوی شاعر مرزاغالب مرحوم نے یوں ادا کیا ہے۔

ہے پرے سرحدادراک سے اپنا مسجود معبود قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد1 ص14)

تشریح مزید از قلم حضرت مولانا ثناء اللہ صاحبؒ

آج اسلامی دنیا سے ایک گونج دار آواز آرہی ہے کہ مسلمانوں کو فرقہ بندی نے تباہ کردیا مگر یہ نہیں بتایا جاتا کہ فرقہ بندی کیا جیز ہے۔ اور اس کی ابتداء کب سے ہوئی؟ کچھ شک نہیں کہ زمانہ رسالت اور عہد خلافت میں اسلام ایک ہی شکل میں تھا۔ مسائل میں اختلاف تھا۔ باوجود اس کے فرقہ بندی نہ تھی۔ جس کسی کو ضرورت پیش آتی۔ وہ اپنے ہاں کے جس عالم سے چاہتا مسئلہ پوچھ لیتا شیخ ابن الہمام رئیس الحنفیہ کا قول ردالمختار شامی میں ایسا ہی منقول ہے۔ (مصری جلد سوم ص196)

اتفاق حسنہ سے رسالہ برھان دہلی بابت جولائی 45ء سمہ میری نظر سے گزرا تو اس میں یہ مضمون باالفاظ ذیل ملا مولوی مناظر احسن صاحب حیدر آباد میں لکھتے ہیں۔ کہ عہد صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے ہی مسلمان ان امور میں مختلف ہوتے رہے۔ لیکن نہ اس اختلاف کو انھوں نے چنداں اہمیت دی۔ اور یہ تو کبھی ہوا ہی نہیں کہ محض اس اختلاف کی وجہ

سے افادنے کے نت نئےَ پہلو مختلف زبانوں میں مسلمان جو پیدا کرتے رہے ۔ ان کی ایک حدتک تفصیل سنائی جا چکی ہے ۔ (برھان دہلی بابت ماہ جولائی)

اہل حدیث

اس کے ساتھ ہی حضرت حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ کا بیان ملایا جائے ۔ تو بات واضح ہوجاتی ہے ۔ کہ فرقہ بندی ارباب تقلید نے پیدا کی ہے ۔ حضرت حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں تین سو سال تک فرقہ بندی بشکل تقلید نہیں تھی ۔ چوتھی صدی کے شروع میں اس کی ابتداء ہوئی ۔ انا اللہ

نتیجہ صاف ہے ۔

کے مسائل میں اختلاف ہونے سے فرقہ بندی نہیں ہوتی ہاں فرقہ بندی یہ ہے کہ کہا جائے کہ یہ ہمارا مذہب ہے ۔ اور وہ شافعی کا اور وہ مالک کا اور وہ احمد بن حنبل کا یہاں تک کہ طریق استدلال بھی جدا جدا بتایا جائے چنانچہ صاحب توضیح نے حنفی مقلد کا طریق استدلال یوں بتایا ہے ۔

ہذا ما ادي اليہ راي ابي حنيفۃ وكل ما ادي اليہ راي ابي حنيفۃ فہو عندي صحيح

یعنی یہ مسئلہ ابو حنیفہ کی رائے ہے ۔ اور جو ابو حنیفہؒ کی رائے ہے ۔ وہ میرے نزدیک صحیح ہے ۔ یہی حق شافعیوں کو دیا گیا ہے ۔

ہذا راي شافعي وكل راي شافعي فہو عندي صحيح

اس فرقہ بندی کی مثال

منطقی اصطلاح میں یوں سمجھنا چاہیے کہ ہر صنف کو نوع بتایا جائے جیسا یہ غلط ہے ۔ ویسا فرقہ بندی بھی غلط ہے ۔

مولانا حالی مرحوم نے ایک بند اس کے متعلق یوں لکھا ہے ۔

سدا اہل تحقیق سے دل میں بل ہے حدیثوں پہ چلنے میں دین کا خلل ہے ۔

فتاووں پہ بالکل مدار عمل ہے ہر اک رائے قرآن کا نعم البدل ہے ۔

کتاب اور سنت کا ہے نام باقی خدا اور نبی سے نہیں کام باقی

تقلید اور اقتداء

اس عنوان سے اخبار سچ لکھنو میں ایک سلسلہ مضمون نکلا ہے ۔ فاضل مضمون نگار (مولانا مناظر احسن استاد جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن) کا نام دیکھ کر ہم نے اس مضمون کو بغور دیکھا گمان تھا کہ فاضل موصوف مسئلہ تقلید کو اپنے علم و فضل سے کما حقہ منقح کر کے ناظرین کو مستفید فرمایئں گے ۔ مگر سارا مضمون دیکھ کر ہماری تشنگی بحال رہی کیوں ۔ اس لئے کہ مسئلہ تقلید کی تنقیح اور تحقیق کرنے والے کا فرض ہوتا ہے کہ پہلے تقلید کی تعریف کرے ۔ پھر اس کی تقسیم پھر اس کا حکم ہونا چاہیے سلسلہ مذکورہ کو ہم نے اس سے خالی پایا بلکہ مولانا موصوف ان سب مراتب سے آگے جا کر ایک فقرہ لکھ گئے جس کی وجہ سے ہمیں یہ نوٹ لکھنا پڑا ۔ ورنہ ہم اس پر توجہ نہ کرتے ۔ مولانا موصوف فرماتے ہیں ۔ سچ ہے کہ آئمہ اسلام

اصول میں نہیں بلکہ بہت دور کے بعض فروعی مسائل میں باہم کچھ اختلاف ضرور رکھتے ہیں۔ لیکن ان اختلافات کو تم اتنی اہمیت کیوں دیتے ہو۔ اختلاف جس سے تفرق پیدا ہوتا ہو قابل ملامت ہے۔ ہم سے کیا گیا ہے۔ قرآن۔۔۔۔ ترجمہ۔ اور نہ ہوجانا لوگوں کی مانند جو بکھر گئے اور مختلف ہوئے کھلی باتوں کے آجانے کے بعد۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ حنفیت اورشافعیت کے اختلاف نے باہم مسلمانوں کو جدا کیا حنفیوں نے ہمیشہ شافعیوں سے تعلیم حاصل کی شافعیوں نے بسا اوقات حنفیوں کے ہاتھ پر بعیت کی مرید ہوئے اور دیکھو۔ عرب میں عجم میں مصر میں مراکو میں کیا مالکیوں نے حنفی امام کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں۔ کتنے حنفی تھے جن کو شافعی غزالی نے صوفی بنایا اور کتنے شافعی تھے جو حنبلی شیخ الشیوخ قطب الاسلام گیلانیؒ کے توسل سے فلاح وفود کی بلندیوں تک پہنچ 14-8-31۔

اہل حدیث

اس دعوے کی تحقیق کے لئے ہم آئمہ اصول کے اقوال سامنے رکھ کر پوچھیں گے کہ خدا کا انصاف!

تقلید

کی جامع مانع تعریف یہ ہے کہ **التقلید اخذ قول من غیر معرفۃ دلیلہ**

(متن جمع الجوامع للسبکی) یعنی کسی غیر نبی کا قول بغیر اس کی دلیل پہچانے کے قبول کرنا تقلید ہے۔ اس کا نتیجہ شارح کے الفاظ میں یوں ہے۔ **واخذ قول الغیر مع معرفۃ دلیلہ اجتہاد وافق اجتہاد القائل** (شرح جمع الجوامع جلد 2 ص 251) یعنی کسی غیر نبی کی بات کو اس کی دلیل کے ساتھ قبول کرنا تقلید نہیں بلکہ اجتہاد ہے۔ فاضل مضمون نگار حیدر آباد میں رہتے ہیں اس لئے تعریف تقلید میں حیدر آباد کے ایک بزرگ کا قول ہم نقل کرتے ہیں۔ تقلید کے یہ معنی ہیں کے کسی شخص کو معتبر سمجھ کر اس کے فعل و قول کی پیروی بغیر طلب دلیل کی جائے۔) حقیقۃ الفقہ مولانا انوار اللہ مرحوم حیدر آبادی حصہ دوم ص 51) اس تعریف کے بعد تقلید کی تقسیم۔

تقلید مطلق

یہ ہے کہ بغیر تعین کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کیا جائے جو اہل حدیث کا مذہب ہے۔

تقلید شخصی

یہ ہے کہ خاص آئمہ اربعہ میں سے ایک امام کی بات مانی جائے جو مقلدین کا مذہب ہے یہ ہے۔ تعریف اور تقسیم اب سوال یہ ہے کہ تقلید کا حکم کیا ہے۔ اصحاب تقلید کہتے ہیں کہ تقلید فرض واجب ہے۔ اس پر غور طلب امر یہ ہے کہ جس صورت میں تقلید کی تعریف میں عدم معرفت دلیل داخل ہے۔ اور ان کے نزدیک دلیل نام ہے۔ قرآن وحدیث اجماع اور قیاس کا تو اس صورت میں تقلید کے فرض واجب ہونے کا صاف نتیجہ ہے کہ مقلد کو بوقت تقلید قرآن وحدیث وغیرہ کا پڑھنا حرام ہے۔ کیونکہ اس تقلید کی فرضیت میں نقص آتا ہے۔ یا للعجب خیریوں تو ہے۔ تقلید۔ تقسیم اور حکم پر بحث اب ہم فاضل نگار کے مقولہ پر متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ آئمہ اسلام اصول میں مختلف نہیں تھے۔ حالانکہ علماء اصول کی تصریحات اس کے خلاف علامہ تاج الدین امام صاحب کے اصول میں مخالف تھے۔

مولانا عبد الحئی لکھتے ہیں۔

فان مخالفتھما لاما مھا فی الاصول غیر فلیلۃ حتی قال الامام الغزالی فی المنخول انھما خالفا ابا حنیفۃ فی ثلثی مذھبہ

(مقدمہ شرح وقایہ ص 8) یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد کی امام صاحب سے اصول میں مخالفت بہت زیادہ ہے۔ یہاں تک کے امام غزالی نے لکھا ہے کہ یہ دونوں صاحب امام ابو حنیفہ کے مذہب کے دوثلث مخالف ہے۔ قاضی دبوسی نے کتاب تاسیس النظر میں ان کی اصول کی تفصیل دی ہے۔ جن میں شاگرد اپنے استاد معظم کے مخالف تھے۔ اس کے سواوہ اصول بھی لکھے ہیں۔ جن میں آئمہ اربعہ باہمی مخالف ہیں۔

نوٹ

اس بحث کی تفصیل ہمارے رسالہ تقلید شخصی اور سلفی میں ملتی ہے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ فاضل مضمون نگار نے جو حنفیت اور شافعیت وغیرہ کو موجب تفریق ہونا تسلیم نہیں کیا ہماری دلی تمنا ہے کہ موجب تفریق نہ ہو مگر علماء اصول کی تصریحات اس کے خلاف ہیں۔ فاضل موصوف سے مخفی نہ ہوگا۔ کہ جن دو فریقوں میں حجت شرعیہ اور طریق استدلال الگ الگ ہوں ان میں فرق لازمی ہے۔

زرا تفصیل سے سنیے!

علم اصول کی مستند کتاب توضیح کے مصنف صدر الشریعہ حنفی مقلد کی دلیل اور طرز استدلال بناتے ہیں۔

ہذا عندي صحيح لانه ادي اليه راء ابي حنيفة فهو عندي صحيح

(توضیح تعریف علم الفقہ) یعنی حنفی مقلد کی دلیل یوں ہونی چاہیے۔ کہ یہ قول ابی حنیفہ کا ہے۔ اور جو قول ابو حنیفہ ہے وہ میرے نزدیک صحیح ہے ٹھی اسی طرح شافعیہ کا صول ہے اور ہونا چاہیے کہ یہ قول شافعی کا ہے اور جو قول شافعی کا یرے نزدیک وہی صحیح ہے۔ علیٰ ھذا دوسرے مقلدین کا۔ فرمایئے جب ہر فریق کے نزدیک اس کے امام کی شخصیت یا نسبت داخل فی الدلیل ہے تو تفریق ہوئی یا وحدت

منطقی اصلاح

میں اس کی مثال یوں ہے کہ جنس فصول مختلف سے مل کر انواع مختلف بلتی ہے اور انواع مختلف قسم میں جو یقیناً الگ الگ ہیں اسی دلیل قرآن اور حدیث کی حجیت میں جب امام کا فہم داخل ہے تو قرآن اور حدیث بمنزلہ جنس کے ہوئے جو فہم ابو حنیفہ او فہم شافعی وغیر مل کر انواع بنتے ہیں۔ پس تفریق لازم

اسی کا نتیجہ

ہوا کہ کعبہ شریف جیسے واحد مرکزی مقام میں چار مصلے بنائے گئے جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک گروہ کے جماعت کہ ایک گروہ کی جماعت کراتے ہوئے دوسوا اور دوسرے کے کاتے ہوئے تیسرا اور تیسرے کے کراتے ہوئے چوتھا گروہ بیٹھا رہتا تھا۔ حتیٰ کہ کسی عارف خدا کو کہنا پڑا۔

دین حق را چار مذہب ساختند رخنہ در دین بن اندا ختند

خدا جزائے خیر دے

جلالہ الملک ابن سعود (ایدہ اللہ بنصرہ) کو جن کی حکمت عملی سے چار مصلوں کی بجائے ایک ہی جماعت ہوگئی۔ الحمد اللہ۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد1ص 151)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 11ص 189-199

محدث فتویٰ